ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۲ مئی سنہ ۱۹۶۱ء

از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

۲۵ پیسے

مسلم نوجوانوں سے

شاعر پاکستان جناب ظہیر نیاز بیگی شرق پوری !!

اے امت مرحوم کے خوددار جوانوں
میدان شجاعت میں محمدؐ کے دلیرو
تم اور یہ غفلت یہ جمود اور یہ خواری
اسلاف کے آئین کو تم نے جو بھلایا
اس دور کی تہذیب میں ہر ظلم روا ہے
کیوں اپنے فرائض کا تمہیں پاس نہیں ہے
تم اپنی روایات کہن بھول نہ جاؤ
پھر عدل و مساوات زمانے کو سکھا دو
ہر ظالم و مغرور کو پاؤں میں کچل دو

اے قوم کے جانباز و وفادار جوانوں
مانے ہوئے اس دہر میں اللہ کے شیرو
سوتی ہے یہ کیوں غیرت ایمان تمہاری
آفاق میں ابلیس نے ہے سکہ جمایا
پھر سینۂ محکوم میں اک حشر بپا ہے
بربادی ملت کا کچھ احساس نہیں ہے
پھر سکۂ توحید کو ہر دل پہ بٹھاؤ!
محکوم کی ہر بگڑی ہوئی بات بنا دو
پھر اٹھو ذرا دہر کی تقدیر بدل دو

پھر امن کا پیغام زمانے کو سناؤ
پھر آج ظہیرؔ اک نئی دنیا بساؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ خُدّامُ الدِّیۡن لاہور

جلد	۲۶ر ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲ر مئی ۱۹۶۱ء	شمارہ

اس شمارے میں

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے
ٹیلی فون ۶۷۵۴۵

خط وکتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جب آپ کی چٹ پر سُرخ نشان ہو۔ تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہے

دوسرا نکاح

۱۔ دوسرا نکاح کرنے پر اسلام کے مخالفوں نے ہمیشہ اعتراضات کئے اور اس بات کو بھی اسلام کے خلاف پروپگنڈا کا ذریعہ بنایا گیا۔ جیسے مسئلہ جہاد کو سامنے رکھ کر یہ کہا جاتا رہا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اس میں انسان کشی کی تعلیم ہے۔ مطلب یہ تھا۔ کہ اسلام میں کوئی ذاتی خوبی۔ حقانیت اور دلکشی نہیں۔ بلکہ جیسے ایک ڈاکو اور خونخوار قوم غلبہ پالیتی ہے اسی طرح گویا اسلام بھی پھیلا ہے۔ (العیاذ باللہ) حالانکہ مستند تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر غلبۂ اسلام کی یہی وجہ ہوتی تو مسلمانوں پر دوسری قومیں غالب آجاتیں۔ جو فوج کی تعداد۔ اسلحہ۔ راشن اور تمام مادی ذرائع میں مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھیں مگر اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے آخرت کے لئے قربان ہونے۔ اور ہر طرح کی اخلاقی و روحانی برتری کی وجہ سے ہزاروں جنگوں میں کامیاب ہوتے رہے۔

یہی حال نکاح ثانی کا ہے۔ اسلام سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کے سچے رسولوں نے کئی کئی بیویوں سے نکاح کئے۔ جن کو یہودی اور نصرانی آج بھی سچا پیغمبر مانتے ہیں۔ ادھر عرب میں لاتعداد شادیوں کا رواج تھا۔ اسلام نے اس کثرت کو چار تک محدود کردیا اور اس کی اجازت بھی صرف اس کو دی جو اس بار گراں کو برداشت کرسکے۔ اس کی ذمہ داریوں کو نبھائے اور عدل قائم رکھ سکے

۲۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم فطرت کے مطابق نہیں؟ پھر اس میں کسی کو شک ہے۔ اس دنیا میں ایسے آدمی بھی موجود ہیں جو ایک بیوی پر اکتفا نہیں کرسکتے تو کیا کسی سچے دین میں ان کے لئے کوئی چارہ کار تجویز نہ ہونا چاہئے تھا۔

۳۔ اور یہ کس کو معلوم نہیں کہ صنف نازک کو ہر ماہ تقریبًا دس دن تکلیف رہتی ہے ہر ایک نہ سہی لیکن کیا کوئی عقلمند انکار کرسکتا ہے۔ کہ کروڑوں میں سے ہزاروں آدمی تو یقینًا ایسے ہیں۔ جو اتنے دنوں تک حوصلہ نہ کرسکیں گے۔ تو کیا ان کے لئے سچے دین میں کوئی گنجائش نہ ہونی چاہئیے؟ ہر خاص عام نہ سہی۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ضرور ہونگے جو کسی طبعی تقاضے سے مجبور ہوکر اپنے اوپر ان دنوں میں قابو نہ پاسکیں۔ آخر وہ کیا کریں؟ پھر ولادت کے بعد چالیس دن بیویوں کی بیماری میں بھی اس طرح کے حالات پیش آسکتے ہیں؟ اس سے ہماری مراد یہ نہیں کہ سب اسی طرح کریں بلکہ اسلامی شریعت انسان کو اپنے نفس کو قابو میں رکھنے اور کچھ عرصہ تک اس کی خواہشوں کو روکے رکھنے کی تعلیم بھی دیتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص پیدائشی طور پر اتنی قوت برداشت کا مالک نہیں ہے۔ بلکہ وہ عام عادت کے خلاف قوت کا مالک ہے تو کیا اس کے لئے کوئی تجویز نہ ہونی چاہئے۔ حیض ونفاس کے علاوہ بعض اوقات سالہا سال تک رہنے والی بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ اس وقت بھی سب کے لئے نہ سہی لیکن مجبور انسانوں کو فطری ضرورتوں سے روکنا کہاں کی معقولیت ہے

۴۔ شادی کے بعد کبھی کبھار بیوی بانجھ ثابت ہوتی ہے۔ اسلام نے اس حالت میں بھی دوسری شادی کے لئے مجبور نہیں کیا۔ لیکن اولاد کی خواہش فطری اور طبعی چیز ہے۔ تو کیا اس قسم کے ہزاروں مواقع کے لئے ضروری نہیں۔ کہ ایک سچا دین متبادل انتظام تجویز کر رکھے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ بانجھ بیوی خاوند پر رحم کھا کر خود اس کو دوسری شادی کرنے پر مجبور کرتی اور اس کی ہونے والی اولاد کو اپنا کر خود بھی خوش ہوتی ہے۔

۵۔ اسلام پر اعتراض کرنے والے اہل مغرب آج اپنی ضد کی وجہ سے خود پریشان ہیں۔ ان میں مردوں سے عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے صرف امریکہ میں مردوں سے عورتوں کی تعداد پچاس لاکھ زیادہ ہے۔ یہ طبعی بات ہے۔ کہ دنیا میں جنگیں بھی ہوتی ہیں۔ جن میں اکثر مرد ہی کام آتے ہیں۔ اس طرح توازن بگڑ جاتا ہے۔ تو کیا اس کا کوئی علاج نہ ہونا چاہئے؟ اور کیا اگر امریکہ کے پچاس لاکھ ساہوکار ایک ایک شادی اور کر لیتے تو عورتوں کی اس کثرت کے تباہ کن نتائج سے ان کو نجات نہ مل جاتی؟

آج یہ عورتیں خاوند مانگتی ہیں۔ ان کی یہ طبعی خواہش ہے جیسے پیشاب پاخانہ نہیں روکا جاسکتا اور جیسے کھانا پینا ضروری ہے۔ اسی طرح جنسی خواہش بھی ایک اٹل اور فطری

باقی بر صفحہ ۶

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَكَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِيَالٌ وَلِیْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اِنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِیْ اُعَلِّمْكَ كَلِمٰتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَءْ اٰيَةَ الْكُرْسِیِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهٗ يُعَلِّمُنِیْ كَلِمٰتٍ يَنْفَعُنِیْ اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مِنْهُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذٰكَ شَيْطٰنٌ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مامور فرمایا - مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ رمضان (صدقہ عید الفطر) کی حفاظت پر سو میرے پاس ایک شخص آیا۔ اور وہ لگا لپیں بھرنے غلہ میں سے پس میں نے اس کو پکڑ کر کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا تو اُس نے کہا میں محتاج ہوں - اور میرے ذمہ بچوں کا نان نفقہ ہے - اور مجھ کو سخت ضرورت ہے - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں - (اس کی باتیں سن کر) میں نے اس کو چھوڑ دیا - صبح کو جب میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا - تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اے ابا ہریرۃ تیرا رات کا چور کیا ہوا - میں نے عرض کی یا رسول اللہ اُس نے سخت ضرورت کا اظہار کیا اور عیالداری کی شکایت کی میں نے ترس کھا کر چھوڑ دیا - آپؐ نے ارشاد فرمایا - اُس نے تجھ کو جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا - تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے فرمانے سے یقین ہوگیا - کہ وہ ضرور آئیگا پس میں اُس کی تاک میں رہا - چنانچہ وہ آیا - اور غلہ میں سے لپیں بھرنے لگا - میں نے اُس کو پکڑ لیا - اور کہا کہ میں ضرور تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا - اُس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو - اس لئے کہ میں ضرورتمند ہوں - اور بچوں کا خرچ سر پر ہے - اب میں نہیں آؤں گا پس میں نے ترس کھا کر چھوڑ دیا - پھر صبح کو میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا - آپؐ نے فرمایا اے ابا ہریرۃ رات کا چور کہاں گیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ اُس نے بہت حاجت مندی کا اظہار کیا - اور بچوں کے خرچ کی شکایت کی مجھے ترس آگیا میں نے چھوڑ دیا - آپؐ نے فرمایا اُس نے تجھ کو جھوٹ بولا اور پھر آئے گا - چنانچہ میں اُس کی تاک میں رہا پس وہ آیا - اور حسب دستور غلہ میں سے لپیں بھرنے لگا - میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب میں تم کو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا - اور تین دفعہ میں سے یہ تیسری بار ہے - تو نے کہا تھا - کہ اب میں نہیں آؤں گا - پھر آگیا - اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں تم کو چند کلمات بتلاتا ہوں - جس سے اللہ تعالےٰ تم کو نفع پہنچائیں گے - آپ نے فرمایا اُس نے سچ کہا اگرچہ وہ جھوٹا تھا - ابوہریرۃ تم کو معلوم ہے - تین راتوں سے تم کس سے مخاطب تھے - میں نے عرض کی نہیں - آپؐ نے فرمایا - وہ شیطان تھا - (بخاری)

سورۃ کہف کی فضیلت

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ - حضرت ابی درداءؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سورہ کہف کی اول دس آیات یاد کرے گا - دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا -

سورۃ بقرۃ کی آخر دو آیات کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَءَ بِهِمَا فِیْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ - حضرت ابی مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہؑ بقرہ کی آخری دو آیتیں (امن الرسول سے آخر تک) جو شخص پڑھے گا - ان کو رات کے وقت کفایت کرتی ہیں - اس کو (یعنی قیام لیل سے)

سورۃ قل ہو اللہ احد کی فضیلت

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَءَ فِیْ لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَكَيْفَ يَقْرَءُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ - حضرت ابی الدرداءؓ فرماتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایک عاجز ہے - اس سے کہ وہ پڑھے ایک رات میں تہائی قرآن صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیسے پڑھ سکتا ہے - تہائی قرآن آپؐ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے -

قرآن سے غفلت کا انجام

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِیَ السَّائِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

حضرت ابوسعیدؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند بزرگ برتر فرماتا ہے جس شخص کو قرآن خوانی کا شغل دعاو ذکر الہی سے غافل بنادے میں اس کو مانگنے والوں سے بہتر و زیادہ دیتا ہوں اور کلام اللہ کی بزرگی دوسرے کاموں پر ایسی ہے جیسی کہ میری بزرگی تمام مخلوقات پر

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۸ ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۱ء

بفضلہ تعالیٰ حضرت اقدس باوجود کمزوری ، نقاہت اور کثرت مشاغل کے رونق افروز مجلس ذکر ہوئے حلقہ ذکر کے بعد حسب معمول آپ نے اپنے ارشادات عالیہ سے سامعین کو نوازا لیکن جناب منظور سعید احمد صاحب مرتب مجلس ذکر اپنی علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے - ہم قارئین کرام سے مجلس ذکر کی تقریر پیش نہ کر سکنے کے لئے معذرت خواہ ہیں اب ان کالموں میں جناب قاضی زاہد الحسینی صاحب کے رشحات عظمت ذکر کے عنوان سے پیش خدمت کئے جا رہے ہیں

مدیر

عظمت ذکر

۱- ذکر کی عظمت ،، ارشاد فرمایا
وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ
ترجمہ- اور یہ یقینی بات ہے - کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی نعمت ہے -
یعنی تمام عبادتوں اور ریاضتوں سے بڑا اور عظمت والا کوئی کام ہے - تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے - اس ارشاد گرامی سے پہلے نماز کا حکم اور اس کے فوائد ارشاد فرمائے اور نتیجہ کے طور پر یہ فرمایا کہ میرا ذکر بہت بڑی نعمت اور دولت ہے اسی ذکر کو عام کرنے کے لئے اور....

.... ہر انسان کی زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کرنے کے لئے دوسری عبادتوں کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ
نماز کے متعلق فرماتے ہیں -
اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ
ترجمہ- نماز قائم کر میری یاد کے لئے نماز قائم کرتا کہ میرا ذکر کرتا رہے ظاہر ہے کہ نمازی دن میں کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتا ہے - اہل سنت والجماعت کے ہاں نوافل کو چھوڑ کر ۳۲ رکعات نماز ہے - اور ہر رکعت میں قراۃ قرآن کریم کو چھوڑ کر وہ نمازی چھ دفعہ تو اللہ اکبر کہتا ہے - اور پھر رکوع میں تین تسبیحات اور دو سجدوں میں چھ تسبیحات پڑھتے ہوئے نو دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتا ہے - گویا ہر نمازی ایک رکعت میں پندرہ دفعہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تسبیح کر لیتا ہے - تو بتیس رکعات میں چار سو اسی دفعہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی سعادت حاصل کر لیتا ہے -

اسی طرح روزہ کی عبادت میں بھی فرمایا کہ روزہ رکھتے ہوئے میرے کلام کو کثرت سے پڑھو کہ اسی مقدس مہینہ میں نازل کیا ہے - رمضان مبارک کے ذکر میں یہ ارشاد فرمایا -
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ (البقرۃ ۱۸۵)
ترجمہ- اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس نعمت پر کہ اس نے تم کو ہدایت دی ظاہر ہے کہ روزہ دار کم از کم رمضان شریف میں تو نماز ضرور پڑھتا ہے پھر چند کم نصیب لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب کے سب مسلمان اس مقدس مہینہ میں قرآن کریم کی ضرور تلاوت کرتے ہیں - اور ہر مسجد میں کم از کم ایک دفعہ تو قرآن کریم نماز تراویح میں سننے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے - خود نماز تراویح کی وجہ سے بیس رکعات اور بڑھ جاتی ہیں - تو اوپر والے فارمولا کے حساب سے تین سو دفعہ روزانہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تعداد بڑھ جاتی ہے - یعنی روزہ دار صرف نماز ہی میں سات سو اسی دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتا ہے - تعداد کے اعتبار سے اتنی بڑی نعمت اور پھر کیفیت کے لحاظ سے بھی یہ نعمت حاصل کر لیتا ہے - کہ
کھڑے ہو کر اللہ اکبر کا اقرار کر لیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور برتری اس کے دل اور دماغ میں اثر کرنا شروع کر دیتی ہے - تو وہ دل کے جذبۂ عقیدت سے دربار احکم الحاکمین میں جھک کر اپنی پستی اور خداوند قدوس کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے سُبْحَانَ رَبِّىَ الْعَظِيْمِ کا اقرار کرتا ہے - جب کہ یہ اقرار عبودیت دل کی گہرائی سے نکلتا ہے تو اس کو جذبہ اطاعت اس امر پر مجبور کرتا

ہے - کہ وہ اب پوری ذلت اور عاجزی کو اپنا شیوہ بنا کر سب سے آخری اور کامل اطاعت ظاہر کرتے ہوئے اپنی پیشانی ہر زمین پر رکھ کر زبان قال بھی یہ اقرار کرے -
سُبْحَانَ رَبِّىَ الْاَعْلٰى
جب نشۂ توحید سے سرشار ہو تو پھر اسی کے دربار عالی میں گرتے ہوئے دوسری مرتبہ میں یہی اعتراف کرے - تاکہ ارشاد قرآنی
يذكرون الله قياما وقعودا -
کا محبوب ترین نقشہ اپنے آقا اور مولیٰ کے حضور پیش کرے اسی طرح حج کی مقدس عبادت تو سراپا ذکر ہی ذکر ہے - حال اور قال دونوں میں اپنے آپ کو رنگ دے مناسک حج ادا کرنے پر ذکر خداوندی کو اپنی حقیقت انسانیت کی بنیاد یقین کرے -
فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا بقرہ
غرضیکہ تمام عبادات کا منشأ یہی ہے - کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو - خالق حقیقی کی یاد رگ ریشہ میں سرایت کرتی رہے -
۲- ذکر اللہ کا طریقہ - ہر عبادت ایک خاص نہج اور خاص طریقہ پر کی جاتی ہے - تو سب عبادتوں کی روح اور سید العبادات (ذکر باری تعالیٰ) کے لئے بھی خاص طریقہ اور طور ہے - جس کی تعلیم خود قرآن حکیم نے فرمائی ہے فرمایا -
واذكروه كما هداكم وان كنتم من قبله لمن الضالين (البقرہ) ۱۹۸
ترجمہ- اور اس کا ذکر کرو جیسا کہ تم کو ہدایت دی - اگرچہ تم اس سے پہلے گمراہوں سے تھے جس طرح رب العالمین نے تم کو ہدایت دی - تمہاری راہ نمائی فرمائی - اسی طرح اور طور و طریقہ پر خداوند تعالیٰ کا ذکر کرو یہ طریقہ ان پاک بندوں سے معلوم ہو سکے گا - جن کو قرب خداوندی اور عبودیت الٰہی کی سعادت حاصل ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا -
وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ (لقمٰن ۱۵)
دوسری جگہ رضائے خداوندی اور داخلۂ جنت کے لئے راستہ یہی متعین فرمایا - کہ میرے بندوں میں داخل ہو کر جنت میں آنا ہو سکتا ہے - اور کوئی دوسرا راستہ نہیں فرمایا
يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي (الفجر ۲۷-۳۰)
۳- ذکر اللہ کے فائدے -
(الف) سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے - کہ اپنے خالق و مالک کا نام زبان پر آجائے اس سے بڑا

فائدہ اور کیا ہوسکتا ہے ۔ مگر اس کے ساتھ عبودیت کی بلندی اور قبولیت دربار خداوندی کے اثرات اور ثمرات بھی ذاکر کو حاصل ہو جاتے ہیں ۔ فرمایا۔

(ب) ذاکر کو خداوند قدوس یاد فرماتے ہیں۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (بقرہ) تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا ۔ یعنی جب مجھے یاد کروگے اپنی زندگی کے ہر موڑ میں میری الوہیت کا اقرار اور اعتراف کروگے تو میں تمہیں یاد کروں گا ۔ میری رحمتیں تم پر نچھاور ہوتی رہیں گی ۔

ج ۔ ملائکہ اللہ تعالیٰ سے ذاکر پر رحمت کے نازل کرنے کی درخواست کرتے ہیں اور خداوند قدوس ان پر رحمت نازل کرتا رہتا ہے ۔ فرمایا۔

یاایها الذین امنوا اذکروا الله ذکرا کثیرا وسبحوه بکرة واصیلا هوالذی یصلی علیکم وملائکته لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمومنین رحیما تحیتهم یوم یلقونه سلام واعدلهم اجرا کریما (الاحزاب از ۴۱ تا ۴۴)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو ۔ اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو ۔ وہی تم پر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے ۔ اور اس کے فرشتے رحمتوں کے لئے دعا کرتے ہیں (ذکر کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے گا ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں پر بڑا مہربان ہے ۔ جس دن یہ اللہ سے ملیں گے ۔ ان کا آپس میں تحفہ سلام ہی ہوگا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے عزت والا اجر تیار کر رکھا ہے ۔

ارشاد بالا میں فرمایا کہ

ذکر کثرت سے کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرماتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر رحمت نازل کرنے کی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ذکر کی برکت سے خداوند قدوس اس دنیا میں اس ذاکر کو کفر شرک بدعت نافرمانی کے اندھیروں سے نکال کر یقین و ایمان کی روشنی عطا فرماتے ہیں۔

اُس جہان میں بھی وہ اپنی سلامتی کا اقرار کرتے ہوئے سلام کہیں گے ۔ اور سلام سنیں گے ۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور ہوگی ۔ (موضح)

اور ان کے لئے خداوند قدوس نے عزت والا اجر تیار کر رکھا ہے ۔

(د) اطمینان قلب ۔ دل کی خوشی اور مسرت ذاکر کو حاصل ہو جاتی ہے ۔

ارشاد قرآنی ہے ۔

الا بذکر الله تطمئن القلوب

ترجمہ ۔ یاد رہے صرف اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے ۔

مال و دولت سے نہیں جاہ و مرتبہ سے نہیں صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کا اطمینان ہوتا ہے

(ھ) ذکر والے کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ دارین کی کامیابی ان کے قدم چومتی ہے ۔ ارشاد ہوا ۔

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (الجمعہ)

ذکر کی کثرت سے کامیابی اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ ذاکر جب دل میں اس بات کو راسخ کر لیتا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی میرا مالک اور خالق ہے اسی کے قبضہ اور تصرف میں میری جان اور مال و اولاد ہے تو اس وقت ذکر کی قوت اس کے بدن اس کے اعمال اور اس کے سب کاموں پر اثر انداز ہو جاتی ہے ۔ ارشاد فرمایا۔

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ الزمر (از ۲۲ تا ۲۳)

ترجمہ ۔ بھلا جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا سو وہ اجالے میں ہے اپنے رب کی طرف سے اور خرابی ہے ان کے لئے جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے ، وہ بالکل کھلی گمراہی میں ہیں اللہ ہی نے اتاری بہتر بات ایسی کتاب مجید جس کی آیتیں آپس میں ملتی جلتی ہیں ۔ بار بار دہرائی جاتی ہیں ۔ اس کو سن کر کھال پر بال پر کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ، پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد پر یہ ہے راہ دینا اللہ تعالیٰ کا ۔ اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور جس کو راہ بھلا دے اللہ تعالیٰ اس کو کوئی نہیں سوجھانے والا۔

ارشاد عالی میں مندرجہ ذیل امور فرمائے ۔

الف ۔ اسلام کو قبول کرنے سے سینہ تب کھلتا ہے جب ذکر اللہ ہو ۔

ب ۔ ذکر اللہ سے خالی دل کھلی گمراہی کو بھی قبول کر لیتے ہیں ۔

ج ۔ ذکر کا اثر بدن کے چمڑے پر بھی ہوتا ہے ۔

د ۔ پھر اس کا اثر دلوں تک جا پہنچتا ہے ۔

ہ ۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے ۔

اللہ تعالیٰ اس سیہ کار کو بھی اپنے ذکر سے منور فرمائے

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

خواہش ہے ۔ اہل مغرب دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتے اور مردوں کی تعداد اتنی نہیں ہے ۔ جو ان کے لئے کافی ہو سکے ۔ اب ہر عقلمند کے لئے یہ حل طلب مسئلہ ہے ۔ آدھی انسانی آبادی کو ان کے فطری تقاضوں سے محروم کرنا کونسی شرافت انسانیت اور کون سا انصاف ہے ۔ ورنہ اسلام پر اعتراض کرنے والے اس کا کوئی اور علاج تجویز کر کے بتائیں ؟

افسوس کہ اہل مغرب مادی ترقی میں نقطۂ عروج پر پہنچکر بھی انسانی اخلاقی صفات کے لحاظ سے اسفل السافلین میں جا گرے ہیں ۔ اسلام کے حقیقی مسائل سے چڑنے والوں کا یہ حال ہے کہ یہ زائد عورتیں ۴ بجے شام کو بڑے بڑے کارخانوں کے سامنے جا کھڑی ہوتی ہیں ۔ کارخانہ میں چھٹی کے بعد جب ہزاروں مزدور باہر نکلتے ہیں ۔ تو وہ ان قطاروں میں سے جس کو چاہتے ہیں ۔ ہمراہ لے جاتے ہیں ۔ آہ کہ حضرت حوا علیہا السلام کی ان بیٹیوں کے رات بسر کرنے کے لئے نہ کوئی مکان ہے ۔ اور نہ کوئی پرسان حال ۔

پھر ان کی زندگی بھی کوئی زندگی ہے ۔ پھر اسی آوارگی کا یہ نتیجہ ہے ۔ کہ اقوام متحدہ کی سالانہ رپورٹ کے مطابق جنوبی امریکہ میں ساٹھ فیصدی اولاد حرامی پیدا ہوتی ہے ۔

۶ ۔ یہ عورتیں روٹی مانگتی ہیں ۔ اب حکومت کیا کرے پچاس لاکھ بن بلائے مہمانوں کا سنبھالنا کار مشکل ۔ ان کے لئے فیصلہ ہوا کہ ان کو دفاتر میں کلرک بھرتی کیا جائے ۔ آپ جانتے ہیں اس کا نتیجہ کیا ہوا ؟ یہ دفاتر اور مختلف کارخانوں میں افسروں کی سیکرٹری مقرر ہو گئیں اب یہ نیک افسرات گئے تک اپنے گھر واپس نہیں آتے بیوی کی بجائے سیکرٹری سے گپ شپ ہو جاتی ہے ۔ اور بیچاری بیوی ہے ۔ کہ زہر کے گھونٹ پیتی ہے اور برداشت کرتی ہے ۔ پھر یہ سیکرٹری صاحبہ افسر کے ساتھ اس کے گھر بھی آتی ہے ۔ دوسری حلال شادی پر اعتراض کرنے والے یہ افسر حرام کو ماں کا دودھ سمجھتے اور اپنی اصلی بیوی کے لئے باعث عذاب بن جاتے ہیں ۔ پھر بیوی بھی اپنے لئے دوست تلاش کرتی ہے ۔ وہ کسی اور دفتر میں ملازم یا کسی اور دوست (فرینڈ) کے ساتھ معاشقت کرتی ہے ۔ آج مغرب میں نکاح کی تقدیس ختم اور نسب کی بقا مشکل ہو چکی ہے ۔ ہماری رائے میں جنسی آوارگی اور کثرت شراب کا اصلی باعث بھی یہی ہے ۔ بیچاری شراب و زنا کی ماری ہوئی قوم اسلام کے پاکیزہ اصول کی قدر جانتے تو کیا جانے ؟

۷ ۔ ہمارے ہاں پچھلی ایک صدی سے مغرب کے گمراہ کن پروپگنڈا کی وجہ سے مسلمان کہلانے والے بھی محکومی اور غلامی کی وجہ سے احساس کمتری میں مبتلا ہوگئے ۔ اور بجائے دندان شکن

باقی بر صفحہ ۱۷

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۹ر ذیقعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ر مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔

اللہ تعالیٰ کی مخالفت کے باعث تباہ ہونیوالی قومیں

سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف بھیجا جانا

قولہ تعالیٰ (لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کے سرداروں کی طرف سے جواب

(قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا قوم کے سرداروں کو جواب

(قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ فرمایا۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

کیا تمہیں یہ تعجب خیز بات معلوم (ہوتی ہے)

(اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

قوم کا حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے قوم کا غرق ہونا اور حضرت نوح علیہ السلام کو بچانا

(فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:۔ پھر انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

کس معنی میں اندھے تھے

ظاہری آنکھیں تو سؤر اور کتے کو بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا شدہ ہیں۔ وہ باطن کی آنکھیں اور ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ اپنے مخلصین کو عطا فرماتا ہے۔ جن سے وہ لوگ کھرے اور کھوٹے انسان کو پہچان لیتے ہیں۔

اپنے وقت کے نبی کی مخالفت سے دوسری قوم کا ہلاک ہونا

یعنی ہود علیہ السلام کی قوم عاد کا ہلاک ہونا

(وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ:۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ تعالےٰ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔

وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸ ترجمہ اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

حاصل

پیغمبر سے بڑھ کر ساری امت کا خیر خواہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ ان کو ذاتی طور پر کسی شخص سے عداوت نہیں ہوتی۔ ان کی حالت اس مقولہ کے موافق ہوتی ہے۔ (اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)

ترجمہ۔ ان کی محبت جس سے ہوتی ہے محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہوتی ہے اور ان کی ناراضگی بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے کے باعث ہوتی ہے۔

کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہو رہا ہے

قولہ تعالیٰ (اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ کیا تمہیں تعجب ہوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو۔ جب کہ تمہیں قوم نوح (علیہ السلام) کے بعد جانشین بنایا۔ اور ڈیل ڈول میں پھیلاؤ

زیادہ دیا۔ سو اللہ (تعالیٰ) کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

قوم کی طرف سے حضرت ہود علیہ السلام کو جواب

(قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ٥)

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے۔ کہ ہم ایک اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے۔ انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔

(قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ)

ترجمہ۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

اس ساری بحث اور جھگڑنے کا نتیجہ

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور مومن نہیں تھے۔

اپنے وقت کے نبی کی مخالفت کے باعث تیسری قوم ثمود کا تباہ ہونا

قولہ تعالیٰ۔ (وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ (تعالیٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ (تعالیٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ (تعالیٰ) کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا

حضرت صالح علیہ السلام کا بقیہ وعظ

(وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور یاد کرو۔ جب کہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا۔ اور زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ (تعالیٰ) کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔

قوم کے سرداروں کا حضرت صالح علیہ السلام کو جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ٥ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ)

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالح (علیہ السلام) کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا اے صالح (علیہ السلام) لے آ۔ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے

حضرت صالح علیہ السلام کا قوم کی تباہی پر اظہار افسوس

(فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸ پھر صالح (علیہ السلام) ان سے مونہہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

برادران اسلام

تمہاری خیر خواہی کے لئے تمہیں صحیح بات سناتا ہوں۔ اچھی طرح سوچ لیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے رو برو قیامت کے دن پھر نہ کہنا۔ کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔

میرے معزز دوستو

اے انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانو۔ تمہارے ہاں اسلام کے عالموں کی کوئی عزت نہیں ہے۔ بلکہ تم میں بعض لوگ علماء اسلام کا نام حقارت سے ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً یہ ملانوں کی باتیں ہیں یہ ملا ازم ہے۔

بھائی جان

علماء دین کے متعلق یہ توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا تمہارے لئے قیامت کے دن سخت مضر ہوں گے۔ کنجریوں کے گانے سننے کے لئے تو روز رات کو فراغت پا کر جاتے ہو۔ کنجریوں کو دیکھ بھی آتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور انہیں دیکھنے اور ان کے گانے سننے کی فیس بھی دے آتے ہو۔ یعنی روزانہ ٹکٹ لے کر سینما میں جاتے ہو۔ جہاں کنجریاں ناچ کرتی ہیں۔ اور گانے گا کر سناتی ہیں۔

کیا تمہیں خدا تعالےٰ نے

اسی کام کے لئے پیدا کیا تھا۔ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) سورۃ الذٰریات رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور میں نے جنوں اور انسانوں کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

پیدا تو کئے گئے ہو

فقط خدا تعالیٰ کی بندگی کے لئے

اور تم یہ کام کرتے ہو

کہ دن کو کمانا۔ اور رات کو کنجریوں کو دے

کر آنا۔ اور میرا یہ کہنا دینداروں کے لئے نہیں ہے۔

بلکہ

ان بے دینوں کے لئے ہے۔ جو دن کو کسی نہ کسی ذریعہ سے کماتے ہیں۔

اور رات

کو کچھ آپ کھا لیتے ہیں۔ کچھ کنجریوں کے گانے سننے میں ضائع کر آتے ہیں۔

اے میرے بھائیو

یہ میرا طعنہ سمجھو۔ یہ واقعہ ہے۔ اور تمہارے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے اور ہوش میں لانے کے لئے یہ اطلاع دے رہا ہوں۔

تاکہ

تم قیامت کے دن یہ نہ کہنے پاؤ۔ کہ اے اللہ ہمیں تو ان باتوں کا علم ہی نہیں تھا۔ کیونکہ ہم نے تو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یعنی حدیث شریف پڑھی ہی نہیں تھی۔ ہم نے تو انگریز کا تجویز کردہ نصاب تعلیم پڑھا تھا۔ اور پھر ہمارے ماں باپ کا قصور ہے۔ کہ انہوں نے ہمیں تیرے نصاب تعلیم یعنی قرآن شریف اور تیرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی حدیث سے جاہل رکھا۔

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں

ماں باپ کی شکایات (وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝) سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲ ترجمہ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ اور اگر ماں باپ چاہیں تو بیٹوں کی اس شکایت سے بچ سکتے ہیں۔ جیسے ہماری

انجمن حمایت اسلام لاہور کے کالج

میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی عالم دین رکھا جاتا ہے چنانچہ میرے قیام لاہور کے زمانہ میں کسی زمانہ حضرت مولانا اصغر علی صاحب روحی مرحوم تھے اور ان کے بعد آج تک دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل جید عالم حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب اسلامیہ کالج لاہور کے طلبہ کو تعلیم دین دیتے ہیں ماشاء اللہ حضرت خواجہ صاحب ممدوح بہت سی تصنیفات کے مصنف بھی ہیں۔ اللھم ایدہ بنصرہ۔ آمین یا الہ العالمین

انجمن حمایت اسلام میں

خواجہ صاحب کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

اس لئے

کہ پہلے خواجہ صاحب میرٹھ کالج میں پڑھاتے تھے۔ اور پھر انہیں اللہ تعالےٰ لاہور میں اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو تعلیم دین کے لئے لے آیا فالحمدللہ

ارا کین اسلامیہ کالج

خواجہ صاحب کے انتخاب کے لئے مستحق مبارکباد ہیں۔ کہ انہوں نے نظر غائر سے دیکھ کر خواجہ صاحب کو انتخاب فرمایا۔ واللہ علی مانقول وکیل

(مولانا) محمد شفیع عمرالدین صاحب سانگھڑ

نماز

(۱)

اسلام کی بنیاد جن پانچ چیزوں پر ہے۔ ان میں نماز بھی ایک ہے۔

حدیث:۔ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (بخاری)

ترجمہ:۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱۔ شہادت دینی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں توحید اور رسالت کا اقرار کرنا)
۲۔ نماز ادا کرنا۔
۳۔ زکوٰۃ دینا
۴۔ حج کرنا
۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

نماز کے بارے میں قرآن کریم میں بار بار تاکیدی حکم آیا ہے۔

(۱) پرہیزگاروں کا ایک وصف نماز پڑھنا ہے

سورۃ بقرہ کے ابتدا میں جو پرہیزگاروں کے اوصاف مذکور ہیں۔ ان میں ایک وصف نماز قائم کرنا ہے۔

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (بقرہ آیت ۳)

ترجمہ:۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔

"اقامت صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ رعایت حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں" (حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ اطاعت رسولؐ کی ایک کڑی نماز پڑھنا ہے

نماز پنجگانہ سب ارکان بجا لا کر وقت پر باجماعت مسجد میں حاضر ہو کر ادا کرنا اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کڑی ہے۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (المجادلہ آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ (بس) نماز ادا کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

"چاہئے کہ اُن احکام کی اطاعت میں ہمہ تن لگے رہو جو کبھی منسوخ ہونے والے نہیں۔ مثلاً نماز و روزہ وغیرہ اسی سے تزکیہ نفس ہو جائیگا

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

۳۔ تزکیۂ نفس نماز سے ہوتا ہے

تزکیۂ نفس کے لئے نماز ایک نہایت ہی مؤثر عمل ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ (العنکبوت آیت ۴۵)

ترجمہ:۔ جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کرو۔ اور نماز کے پابند رہو بے شک نماز بےحیائی اور بُری بات سے روکتی ہے۔ اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ اور اللہ جانتا ہے۔ جو تم کرتے ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"یعنی قرآن کی تلاوت کرتے رہیے۔ تاکہ دل مضبوط اور قوی رہے۔ تلاوت کا اجر و ثواب الگ حاصل ہو۔ اُس کے معنٰی

باقی صفحہ ۱۲ پر

آج کل مسلمانوں کو عموماً دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ پریشان ہیں۔ یوں تو ہر شخص کو کوئی نہ کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہی ہے مگر ایک عام پریشانی اور مشترک شکایت۔ مختلف وبائیں، قحط سیلاب اور ضروریات روز مرّہ کا فقدان ہے۔ چور بازاری، ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ، قتل و غارت، قمار بازی، حقوق تلفی، لوٹ کھسوٹ، شراب نوشی زنا کاری، دغا بازی اور فریب کاری بے روز گاری کی گرم بازاری ہے۔ ان مذکورہ خرابیوں کا علاج صرف استغفار ہے۔ اس دوا سے بڑھ کر اور کونسی دوا ہوگی۔ خدا تعالےٰ کی نافرمانی سب پریشانیوں کا اصل سبب ہے۔ یاد رکھو جبتک کہ مرض کے اصلی سبب کا استیصال (جڑ اکھیڑنا) نہ کیا جائے۔ مرض ہی نہیں جائے گا۔ پس جب تک معصیت نہ چھوڑیں گے۔ ان بلاؤں سے خلاصی نہیں ہو سکتی۔ سو اس طرف کسی کو بھی دھیان نہیں۔ لوگ ظاہری تدبیریں تو کرتے ہیں۔ لیکن اصل تدبیر سے غافل ہیں۔ غرض ہم لوگوں کی یہ حالت ہے۔ کہ فضول اور لغو باتوں میں تو مشغول ہیں اور جو اصلی اور صحیح تدبیر ہے۔ اس سے غافل ہیں۔

استغفار کے معنی بخشش طلب کرنا ہے۔ اپنے گناہوں کو معاف کرانا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہونا ہے۔ اہل طاعت کی حالت کا مشاہدہ کیجئے۔ ان کو کوئی شئے پریشان نہیں کر سکتی۔ ان کا قلب ہر وقت مطمئن رہتا ہے۔ اور جو کچھ حق تعالےٰ کی جانب سے پیش آتا ہے۔ وہ اس پر دل سے راضی رہتے ہیں۔ خواہ وہ نعمت ہو یا زحمت۔ ارزانی ہو یا گرانی، بارش ہو یا نہ ہو وہ اسی میں کامیابی سمجھتے ہیں؛

خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری میں جو راحت ہے۔ وہ کسی شئے میں بھی نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ اہل اللہ کو حق تعالےٰ سے محبت ہوتی ہے اور محبت وہ شئے ہے۔ کہ تمام تلخیوں کو شیریں کر دیتی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی محبت میں یہ اثر کیسے نہ ہوگا؛

مجازی عشق میں یہ اثر ہوتا ہے کہ تکلیف کو راحت بنا دیتا ہے۔ ان

مصیبتوں سے بچنے کی تدبیر حقیقی صرف اطاعت کامل ہے۔ سابقہ گناہوں سے بخشش مانگی جائے اور آئندہ کو خدا کے اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے مگر معافی مانگنا یہ نہیں کہ صرف زبان سے اَسْتَغْفِرُ اللہ اَسْتَغْفِرُ اللہ کہہ لیا۔ ہر گناہ کے استغفار کا طریقہ جُدا ہے۔ گناہوں کو دیکھو۔ کہ کیا ہیں؟ اگر حقوق العباد ہیں۔ ان کی استغفار یہ ہے۔ کہ ان کو ادا کرو۔ ان کی معافی استغفار پڑھنے سے نہیں ہوگی اور اگر نماز تمہارے ذمہ ہیں۔ تو ان کی قضا کرو۔ اگر گناہ ہیں۔ ان کی توبہ کا طریقہ استغفار پڑھنا ہے۔ توبہ کے بعد ضروری ہے۔ کہ گناہ ترک کئے جائیں۔ خواہ دین کے متعلق ہوں۔ یا معاملات کے متعلق۔ جب انسان دل سے ہمت کرتا ہے۔ کسی کام کے چھوڑنے کا قصد کرتا ہے۔ تو حق تعالےٰ ضرور امداد فرماتا ہے

اگر کوئی گناہ ہو جائے۔ تو خدا سے بخشوائیں

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ نفف وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللہُ نف وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ ٥ پ ۴ ع ۵

"(ترجمہ) اور وہ ایسے ہیں۔ جب بے حیائی کا کام کر بیٹھیں یا اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھیں۔ تو اللہ کو یاد کریں۔ اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں۔ اللہ کے سوا اور کون گناہ بخشنے والا ہے اور اپنے کئے پر اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں (مطلب) یعنی کوئی بیحیائی کا کام کر گذریں۔ جس کا اثر دوسروں تک متعدی ہو یا کسی اور بُری حرکت کے مرتکب ہو جائیں جس کا ضرر ان ہی کی ذات تک محدود رہے؛

خدا کی عظمت و جلال اس کے عذاب و ثواب، اس کے حقوق و احکام، اس کی عدالت کی پیشی اور وعدہ وعید کو دل سے یاد کر کے زبان سے بھی اس کی یاد شروع کر دی۔ خوف زدہ اور مضطرب ہو کر اسے پکارا اس کے سامنے سربسجود ہوئے۔ جیسا کہ صلوٰۃ التوبہ کی حدیث میں آیا ہے۔ پھر جو شرعی طریقہ گناہوں کے معاف کرانے کا ہے۔ اس کے موافق معافی

برکات استغ

اور بخشش طلب کی۔ مثلاً اہل حقوق کے حقوق ادا کئے۔ یا ان سے معاف کرائے۔ اور خدا کے سامنے توبہ و استغفار کیا۔ کیونکہ اصل بخشنے والا تو وہی ہے۔ جو گناہ بمقتضائے بشریت ہو گیا تھا۔ اس پر اڑے نہیں۔ بلکہ یہ جان کر کہ حق تعالیٰ بندوں کی سچی توبہ قبول کرتا ہے ندامت و پشیمانی کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے۔ اس کے حضور میں حاضر ہو گئے۔ یہ لوگ بھی دوسرے درجہ کے متقین میں ہیں جن کے لئے جنت تیار کی گئی ہے۔ حق تعالےٰ ان تائبین کے گناہ معاف کر کے اپنی جنت میں جگہ دے گا۔ اور جو توبہ یا اور عمل نیک کئے ہوں گے۔ ان کا بہترین معاوضہ ملے گا

(حضرت مولانا محمود الحسن شیخ الہند)

ایم عبد الر

استغفار کرنے سے مالی اور بدنی قوت بڑھے گی؛

وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّ یَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ٥ پ ۱۲ ع ۵

ترجمہ: اور اے قوم! اپنے رب سے گناہ بخشواؤ۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ تم پر آسمان سے دھاریں چھوڑے گا اور تم کو زور پر زور دے گا۔ اور گنہگار ہو کر روگردانی نہ کرو؛

(مطلب) اللہ تعالیٰ موقعہ بموقعہ خوب بارشیں برسائے گا۔

قوم عاد کھیتی باڑی اور باغ لگانے میں بڑی دلچسپی رکھتی تھی اس لئے ایمان لانے کے ظاہری وہ فوائد و برکات بیان کئے جو ان کے حق میں خصوصی طور پر موجب ترغیب ہوں۔ لکھتے ہیں۔ کہ وہ لوگ تین سال سے خشک سالی اور بارش نہ ہونے کی مصیبت میں گرفتار تھے، ہودؑ نے وعدہ کیا۔ کہ ایمان لا کر خدا کی طرف رجوع ہونگے۔ تو یہ

موجودہ پریشانیوں کا اصل سب

...غفار و رجوع الی اللہ

(مصیبت دور ہو جائے گی۔ وہ مالی اور بدنی قوت بڑھائے گا۔ اولاد میں برکت دے گا۔ خوش حالی میں ترقی ہوگی۔ اور مادی قوت کے ساتھ روحانی اور ایمانی قوت کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ بشرطیکہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس کی اطاعت سے مجرموں کی طرح روگردانی نہ کرو۔

ایمان و استغفار کی برکت سے خشک سالی دور ہوگی!

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ پ ۲۹ ع ۹

ترجمہ: پس میں نے (نوح) کہا اپنے رب سے گناہ بخشواؤ بے شک وہ بخشنے والا ہے۔ تم پر آسمان کی دھاریں چھوڑ دے گا اور تم کو مال و بیٹوں سے بڑھا دیگا اور تمہارے واسطے باغات اور نہریں بنا دے گا

(مطلب) نوح نے کہا۔ کہ اگر میری بات مان کر اپنے مالک کی طرف جھکوگے اور اس سے اپنی خطائیں معاف کراؤگے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ پچھلے سب قصور یک قلم معاف کر دے گا۔

ایمان و استغفار کی برکت سے قحط و خشک سالی (جس میں وہ برسوں سے مبتلا تھے) دور ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دیگا جس سے کھیت باغ خوب سیراب ہونگے غلے، پھل، میوہ کی افراط ہوگی۔ مواشی وغیرہ فربہ ہو جائیں گے۔ دودھ۔ گھی بڑھ جائیگا اور عورتیں جو کفر و معصیت کی نحوست سے بانجھ ہو رہی ہیں۔ اولاد ذکور جننے لگیں گی غرض آخرت کے ساتھ دنیا کے عیش و بہار

...اور اس کا واحد علاج

سے وافر حصہ دیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہ رح نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ استسقاء کی اصلی حقیقت اور روح استغفار و انابت ہے۔ اور نماز اس کی کامل ترین صورت ہے۔ جو سنّت ثابت ہوگی۔

ہر شخص گنہ گار ہے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اللہ کی پوری بندگی ادا کرنے کا

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ پ ۲۹ ع ۱۴

(ترجمہ) اور اللہ سے معافی مانگو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی تمام احکام بجا لا کر پھر اللہ سے معافی مانگو۔ کیونکہ کتنا ہی محتاط شخص ہو اس سے بھی کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے کون ہے؟ جو دعویٰ کر سکے کہ میں نے اللہ کی بندگی کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ بلکہ جتنا بڑا بندہ ہو۔ اسی قدر اپنے آپ کو قصور وار سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہے۔

اللہ ہی قریب ہے اور وہی قبول کرنے والا ہے

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ پ ۱۲ ع ۶

ترجمہ: اسی (خدا) نے تم کو زمین سے بنایا۔ اور تم کو اس میں بسایا۔ سو اس سے گناہ بخشواؤ اور اس کی طرف رجوع کرو۔ میرا رب نزدیک ہے۔ قبول کرنے والا۔

حضرت صالحؑ کا وعظ

(مطلب) آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر زمین سے غذائیں پیدا کیں۔ جن سے نطفہ وغیرہ بنتا ہے۔ جو آدمی کی پیدائش کا مادہ ہے۔ پھر پیدا کر کے باقی رکھا۔ بقا کا سامان پیدا کیا۔ زمین کے آباد کرنے کی ترکیبیں بتلائیں تدابیر الہام فرمائیں۔ جب وہ ایسا منعم و محسن ہے تو چاہیے۔ آدمی اسی کی طرف ایمان و اطاعت کے ساتھ رجوع کرے۔ اور کفر و شرک وغیرہ جو گناہ کر چکا ہے۔ ان کی معافی چاہیے۔ وہ ہم سے بالکل نزدیک ہے۔ ہر بات خود سنتا ہے۔ اور جو توبہ و استغفار صدق دل سے کی جائے۔ اُسے سنکر قبول کرتا ہے۔

حضرت شعیبؑ کا وعظ

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝ پ ۱۲ ع ۸

ترجمہ۔ اور اپنے رب سے گناہ بخشواؤ پھر اسی کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب مہربان محبت کرنے والا ہے

استغفار کرنے والے کی وجہ سے خدا محبت کرنے لگ جاتا ہے!

(مطلب) میری ضد اور عداوت کے جوش میں ایسی حرکتیں مت کرنا۔ جو تم کو گزشتہ اقوام کی طرح سخت تباہ کن عذاب کا مستحق بنا دیں۔ نوحؑ۔ ہودؑ اور صالحؑ کی امتوں پر تکذیب و عداوت کی بدولت جو عذاب آئے وہ پوشیدہ نہیں اور لوطؑ کی قوم کا قصہ تو ان سب کے بعد ماضی قریب میں ہوا ہے۔ اس کی یاد تمہارے حافظہ میں تازہ ہوگی۔ ان نظائر کو فراموش مت کرو۔ کیسا ہی پرانا اور کٹر مجرم ہو۔ جب صدق دل سے اس کی بارگاہ میں رجوع ہو کر معافی چاہے وہ اپنی مہربانی سے معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

استغفار بذریعہ رسول

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ پ ۵ ع ۶

ترجمہ: اے رسول اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا بُرا کیا تھا، تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا۔ تو البتہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے ہیں

مطلب: اللہ تعالیٰ جس رسول کو اپنے بندوں کی طرف بھیجتا ہے۔ کہ اللہ کے حکم کے موافق بندے ان کے کہنے کو مانیں۔ تو اب ضرور تھا کہ یہ لوگ رسول کے ارشاد کو بلا تامل پہلے ہی دل و جان سے تسلیم کرتے اور اگر گناہ اور بُرا کرنے کے بعد متنبہ ہو جاتے اور اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کی معافی کی دعا کرتا۔ تو پھر بھی حق تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لیتا۔ مگر انہوں نے تو یہ غضب کیا کہ اول تو رسول اللہ کے

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

نماز صفحہ ۹ سے آگے

و حقائق کا انکشاف بیش از بیش ترقی کرے دوسرے لوگ بھی سن کر اُس مواعظ اور علوم اور برکات سے منتفع ہوں ... جو نہ مانیں ان پر خدا کی حجت تمام ہو، اور دعوت و اصلاح کا فرض بحسن و خوبی انجام پاتا رہے۔ نماز کا بُرائیوں سے روکنا دو معنیٰ میں ہوسکتا ہے۔ ایک بطریق تسبب یعنی نماز میں اللہ نے خاصیت و تاثیر یہ رکھی ہو کہ نمازی کو گناہ اور بُرائیوں سے روک دے۔ جیسے کسی دوا کا استعمال کرنا بخار وغیرہ امراض کو روک دیتا ہے۔ اس صورت میں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ دوا کے لئے ضروری نہیں کہ اُس کی ایک ہی خوراک بیماری کو روکنے کے لئے کافی ہو جائے۔ بعض دوائیں خاص مقدار میں مدت تک التزام کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ اُس وقت ان کا نمایاں اثر ظاہر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ مریض کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کرے جو اُس دوا کی خاصیت کے منافی ہو۔ پس نماز بھی بلاشبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے۔ جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہاں ضرورت اس کی ہے۔ کہ ٹھیک مقدار میں اُس احتیاط اور بدرقہ کے ساتھ جو اطبائے روحانی نے تجویز کیا ہو۔ خاصی مدت تک اس پر مواظبت کی جائے اُس کے بعد مریض خود محسوس کرے گا۔ کہ نماز کس طرح اُس کی پُرانی بیماریوں اور برسوں کے روگ کو دور کرتی ہے۔ دوسرے معنیٰ یہ ہوسکتے ہیں۔ کہ نماز کا بُرائیوں سے روکنا بطور اقتضاء ہو یعنی نماز کی ہر ایک ہیئات اور اس کا ہر ایک ذکر مقتضی ہے۔ کہ جو انسان ابھی ابھی بارگاہ الہٰی میں اپنی بندگی، فرمانبرداری خضوع، تذلّل اور حق تعالیٰ کی ربوبیت الوہیت اور حکومت و شہنشاہی کا اظہار و اقرار کرکے آیا ہے۔ مسجد سے باہر آکر بھی بدعہدی اور شرارت نہ کرے۔ اور اس شہنشاہِ مطلق کے احکام سے منحرف نہ ہو گویا نماز کی ہر ایک ادا مصلّی کو پانچ وقت حکم دیتی ہے۔ کہ او بندگی اور غلامی کا دعویٰ کرنے والے واقعی بندوں اور غلاموں کی طرح رہ۔ اور بزبانِ حال مطالبہ کرتی ہے کہ بیحیائی اور شرارت و سرکشی سے باز آئے یا نہ آئے مگر بلاشبہ اسے روکتی اور منع کرتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ خود روکتا اور منع فرماتا ہے۔

کما قال تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ (نحل ع-۱۳)

ترجمہ:- بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا، اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے۔ اور بے حیائی اور بُری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے)

پس جو بدبخت اللہ تعالیٰ کے روکنے اور منع کرنے پر بُرائی سے نہیں رُکتے نماز کے روکنے پر ان کا نہ رُکنا محل تعجب نہیں۔ ہاں یہ واضح رہے۔ کہ ہر نماز کا روکنا اور منع کرنا اُسی درجہ تک ہوگا جہاں اُس کے ادا کرنے میں خدا کی یاد سے غفلت نہ کی ہو۔ کیونکہ نماز محض چند مرتبہ اُٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں۔ سب سے بڑی چیز اُس میں خدا کی یاد ہے۔ نمازی ارکانِ صلوٰۃ ادا کرتے وقت اور قرأت قرآن یا دعا و تسبیح کی حالت میں جتنا حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کو مستحضر اور زبان و دل کو موافق رکھیگا اتنا ہی اس کا دل نماز کے منع کرنے کی آواز کو سُنے گا۔ اور اسی قدر اُس کی نماز بُرائیوں کو چھڑانے میں مؤثر ثابت ہوگی ورنہ جو نماز قلب لاہی و غافل سے ادا ہو۔ وہ صلوٰۃ منافق کے مشابہ ٹھہر چکی ہے۔ جس کی نسبت حدیث میں فرمایا۔

لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا۔

اسی نماز کی نسبت لَمْ يَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا کی وعید آئی ہے۔

یعنی نماز بُرائی سے کیوں نہ روکے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کی بہترین صورت ہے۔ کما قال تعالیٰ۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (طٰہٰ ع-۱)

اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے یہ وہ چیز ہے۔ جسے نماز اور جہاد وغیرہ تمام عبادات کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو عبادت کیا۔ ایک جسدِ بے روح اور لفظ بے معنیٰ ہے

حضرت ابودرداءؓ وغیرہ کی احادیث کو دیکھ کر علماء نے یہ ہی فیصلہ کیا ہے۔ کہ ذِکرِ اللہ (خدا کی یاد) سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اصلی فضیلت اسی کو ہے۔ یوں عارضی اور وقتی طور پر کوئی عمل ذکر اللہ پر سبقت لے جائے وہ دوسری بات ہے۔ لیکن غور کیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ اس عمل میں بھی فضیلت اسی ذکر اللہ کی بدولت آئی ہے۔ بہر حال ذکر اللہ تمام اعمال میں سے افضل ہے۔ اور جب وہ نماز کے ضمن میں ہو تو افضل تر ہوگا۔ پس بندے کو چاہئے کہ کسی وقت خدا کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ خصوصاً جس وقت کسی بُرائی کی طرف میلان ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کو یاد کرکے اس سے باز آجائے قرآن و حدیث میں ہے۔ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو یاد فرماتا ہے۔ بعض سلف نے آیت کا یہ ہی مطلب لیا ہے۔ کہ نماز میں ادھر سے بندہ خدا کو یاد کرتا ہے۔ اس لئے نماز بڑی چیز ہوئی لیکن اس کے جواب میں جو ادھر سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو یاد فرماتا ہے۔ یہ سب سے بڑی چیز ہے جس کی انتہائی قدر کرنی چاہئے۔ اور یہ شرف و کرامت محسوس کرکے اور زیادہ ذکر اللہ کی طرف راغب ہونا چاہئے۔ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام کے احکام بہت ہیں، مجھے کوئی ایک جامع و مانع چیز بتلا دیجئے فرمایا۔ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جتنی دیر نماز میں لگے اُتنے تو ہر گناہ سے بچے، امید ہے آگے بھی بچتا رہے۔ اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے۔ یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔" (موضح) یہ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کی ایک اور لطیف تفسیر ہوئی۔

یعنی جو آدمی جس قدر خدا کو یاد رکھتا ہے یا نہیں رکھتا خدا تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ لہٰذا ذاکر اور غافل میں سے ہر ایک کے ساتھ اُس کا معاملہ بھی جداگانہ ہوگا حاصل کلام پنجگانہ نماز کی ادائیگی میں بڑا اہتمام کرنا چاہئے۔ اور اس کے ذریعہ سے ظاہری اور باطنی گندے اخلاق کا قلع قمع کرنا چاہئے۔ اور ظاہر و باطن کو اخلاق حسنہ سے مزین کرنا چاہئے۔

۴۔ عقلمند نماز قائم کرتے ہیں

قرآن مجید عقلمند (اُولُوا الْاَلْبَاب رعد آیت ۱۹) کا خطاب انہیں دیتا ہے۔ جو حق و باطل کی تمیز رکھتے ہیں۔ اور قرآن کریم کو برحق مانتے ہیں۔ اور وہی ان کا دستور العمل ہے۔ ان کے اوصاف جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ان میں ایک وصف یہ ہے:-

وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ (الرعد آیت ۲۲)

ترجمہ اور نماز قائم کی۔

اب جو شخص کوتاہ اندیش بن جائے۔ اور نمازوں کو ضائع کر دے تو وہ عقلمند نہیں کہلا سکتا۔ اور عقلمند ہوتا تو عقلمندوں والے اوصاف اپنے اندر پیدا کرتا۔ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ جس میں نماز ایک ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے

۵۔ نماز ضائع کرنا ناخلف کا کام ہے

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ (مریم آیت ۵۹)

ترجمہ:۔ پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نماز ضائع کی۔ اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ پھر عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے "وہ تو اگلوں کا حال تھا۔ یہ پچھلوں کا ہے کہ دنیا کے مزوں اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر خدا تعالےٰ کی عبادت سے غافل ہو گئے۔ نماز جو اہم العبادت ہے اُسے ضائع کر دیا۔ بعض تو فرضیت ہی کے منکر ہو گئے۔ بعض نے فرض جانا مگر پڑھی نہیں۔ بعض نے پڑھی تو جماعت اور وقت وغیرہ شروط و حقوق کی رعایت نہ کی ان سے ہر ایک درجہ بدرجہ اپنی گمراہی کو دیکھ لے گا۔ کہ کیسے خسارہ اور نقصان کا سبب بنتی ہے اور کس طرح بدترین سزا میں پھنساتی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو جہنم کی اس بدترین وادی میں دھکیلا جائے گا جس کا نام ہی "غیّ" ہے۔"

(حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

حاصل کلام ان کے اسلاف تو اللہ والے اور عبادت گزار تھے۔ مگر یہ ناخلف نکلے۔ اور تارکِ صلوٰۃ بن گئے۔

ان کے بچاؤ کی صورت

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ (مریم آیت ۶۰)

ترجمہ:۔ مگر جس نے توبہ کی۔ اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ سو وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائیگا ان سے تین چیزوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے

۱۔ توبہ کا یعنی غیر شرعی سب اعمال چھوڑ دیں۔ اور سچی توبہ کریں۔

۲۔ ایمان دار بن جائیں۔

۳۔ عمل صالح بجا لائیں۔ اعمال صالح میں اول فرائض آئیں گے جن میں نماز پڑھنا ایک ہے۔

بے نمازوں کا اعتراف

جب دوزخیوں سے سوال کیا جائے گا کہ کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا۔ تو سب سے پہلا رونا جو روئیں گے۔ یہ ہے:۔

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ

(المدثر آیت ۴۳)

ترجمہ:۔ وہ کہیں گے ہم نمازی نہ تھے۔

یعنی نماز اور یادِ خدا سے غافل رہے اور اپنے اخلاق نہ سدھارے۔ اور دوزخ کا ایندھن بنے مگر وقت گزر جانے کے بعد اعتراف کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ بلکہ الٹا رنج و دکھ زیادہ کرے گا۔

۹۔ نماز جنت میں لے جانے والا عمل ہے

جنت میں لے جانے والے نیک اعمال میں ایک نماز بھی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ فِىْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۔

(المعارج آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی لوگ باغوں میں عزت سے رہیں گے۔

انہوں نے قانون الٰہی کی عزت کی اس کے صلے میں ان کی عزت کی جائے گی۔ یہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۗ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ (المومنون آیت ۹-۱۱)

ترجمہ:۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

(باقی)

لال دین اخگر بی۔اے۔بی۔ٹی

خدا بخش کا خواب

(۵)

حضرات! اب میں آپ کے سامنے اُس تیسرے آدمی کی ہلاکت انجام داستان پیش کرنے والا ہوں۔ جس کے دنیاوی کاروبار میں بظاہر بڑی خیر و برکت نظر آتی تھی۔ یہ شخص تجارت پیشہ تھا۔ اور میرے آشناؤں میں سے تھا۔ دیکھنے میں متشرع صورت اور چند دفعہ حج حرمین الشریفین بھی کر چکا تھا۔ پہلی دفعہ ہی حج سے واپس آکر اپنے نام کا ایک سائن بورڈ جلی حروف میں لکھوا کر دوکان پر آویزاں کر لیا تھا۔ بورڈ پر مندرجہ ذیل الفاظ نہایت خوبصورت رنگ میں پینٹ کئے ہوئے تھے۔ "الحاج شیخ احمد دین کریانہ مرچنٹ"

اب یہی مناسب ہے کہ میں کسی مزید گفتگو کے بغیر اُس کا اعتراف جرم اُس کے الفاظ میں ہدیۂ ناظرین کروں۔ لیکن اس موقعہ پر مکرّر گزارش ہے۔ کہ اس بیان کا مطالعہ کرنیوالے احباب قیامت کے زُہرہ گداز ماحول اور جہنم کے دہشت ناک منظر کو ہرگز ہرگز فراموش نہ کریں۔ کیونکہ تمام نیک و بد کو اُس دن اُن کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے گی اور ہر شخص اپنی زندگی کے واقعات کو بالکل اپنی آنکھوں کے سامنے پائے گا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۙ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۙ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۙ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۙ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ؕ (اُس دن اعمالنامے کھولے جائیں گے۔ آسمان کا پوست اُتارا جائے گا۔ دوزخ کو انتہائی درجہ تک دھکایا جائے گا۔ جنت کو قریب لایا جائے گا۔ اور ہر شخص جان لے گا۔ کہ وہ داورِ محشر کے سامنے کیا کچھ لیکر حاضر ہوا ہے) آج ہماری ہمتوں کا یہ حال ہے۔ کہ ایک سپاہی سے بات کرتے ہوئے لرزہ براندام ہوتے ہیں۔ اور قیامت کے دن جب تمام نظامِ کائنات درہم برہم ہو جائے گا۔ جہنم کے لپکتے ہوئے شعلے آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔ ہمارا سیاہ چٹھا ہمارے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور پھر پیشی احکم الحاکمین کے سامنے ہوگی۔ تو اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ایسے کڑے امتحانی ماحول کو زندگی کے ہر لمحہ میں یاد رکھیں۔ اور خدا تعالےٰ کے خوف سے ڈر کر زندگی بسر کریں۔ اور اپنے دشمنِ ازلی کے بہکانے پر اپنی متاعِ حیات کو لہو و لعب میں ضائع نہ کریں۔

خیر اب شیخ احمد دین کا بیان اُس کے اپنے الفاظ میں سنئے۔ اور ساتھ ہی شیخ صاحب کی حالت کو چشم تصور سے دیکھنے کی کوشش بھی کیجئے۔ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ (اور کچھ چہرے اُس دن ایسے ہونگے کہ اُن پر گرد پڑی ہوئی ہوگی۔ اور اعمال بد کی سیاہی چھا رہی ہوگی)

"الحاج شیخ احمد دین کریانہ مرچنٹ درِ جہنم پر)

حضور میں ایک غریب دوکاندار کا بیٹا تھا۔ میری ایک بہن اور دو بھائی اور تھے۔ وہ تینوں عمر میں مجھ سے چھوٹے تھے۔ باپ کے مرنے پر میں نے گھر کے تقریباً تمام اثاثہ پر پُرفریب طریق سے قبضہ کر لیا۔ کیونکہ میرے کمسن بہن بھائی میرے ہاتھوں کے محتاج تھے۔ میری والدہ نے مجھ کو لاکھ سمجھایا۔ کہ تم اپنے باپ کی جگہ پر ہو۔ اور گھر کے کاروبار میں بھی تم کو ہر طرح ہوشیاری اور دیانت داری سے کام لینا چاہئے۔ مگر میں کچھ ایسا بدفطرت تھا۔ کہ میں نے ہر موقعہ پر اپنی والدہ کو بھی فریب دینے کی کوشش کی۔ وہ اپنی سادگی اور شفقت کی وجہ سے گھر کی مختصر مگر ساری نقدی میرے حوالے کر دیتیں۔ لیکن میں ہر پھیرے میں روپیہ خورد بُرد میں کسر نہ چھوڑتا تھا۔ باپ کی فوتیدگی کے تقریباً ایک سال بعد میری والدہ بھی چند دن بیمار رہ کر راہی ملک عدم ہوئی۔ بستر مرگ پر اُس نے جن الفاظ میں مجھ کو میری بہن اور میرے چھوٹے بھائیوں کے متعلق وصیت کی۔ وہ اتنے دردناک تھے۔ کہ پتھر دل انسان کو بھی موم کر دیتے۔ مگر میں نے اُس کی تمام آنسوؤں بھری داستاں ایک کان سنی۔ اور دوسرے سے نکال دی۔ اور جب تک اُس کے پاس مجبوراً بیٹھا رہا۔ یہی سوچتا رہا۔ کہ یہ کب مرے گی۔ اللہ! اللہ میری ماں نے میرے سسکتے ہوئے بہن بھائیوں کو اپنے پاس بُلا کر

اور اُن کو چھاتی پر لٹا کر مجھ کو اُن کی تعلیم و تربیت اور حفاظت کے متعلق کچھ ایسے الفاظ میں نصیحت کی۔ کہ اگر میں اُس کے دسویں حصّے پر بھی عمل کرتا۔ تو آج یہ روز سیاہ نہ دیکھنا پڑتا! ادھر ماں کا جنازہ اٹھا۔ ادھر میں نے اپنے حریصانہ عزائم کی تکمیل میں کوشش شروع کر دی۔ بہن اور بھائیوں کی تعلیم و تربیت تو درکنار۔ اُن کی خورد و نوش اور پوشش کا بھی خاطر خواہ انتظام کبھی نہ کیا جاتا تھا میں اپنی فطری بے مروّتی اور سنگدلی کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ مجھ کو اپنے ذاتی نفع کے سوائے کسی دوسرے کی فلاح و بہبود کا کبھی خیال تک بھی نہیں آیا تھا۔

کاروبار کے فروغ کے لئے میں نے جائز اور ناجائز ذرائع میں کبھی تمیز سے کام نہیں لیا تھا۔ صبح کے وقت دوکان پر بیٹھ جاتا۔ تو عشاء کے بعد تک گدّی پر متمکن رہتا۔ زندگی میں مجھ کو کبھی کبھار خیال آتا تھا۔ کہ میں پانچ وقت نماز بھی پڑھتا ہوں۔ مگر مجھ کو عبادت میں رُوحانی لذت نہیں آتی۔ کیونکہ اس نماز کا تعلق میرے اعضاء و جوارح سے تو ضرور تھا۔ مگر قلب و رُوح سے ہرگز نہ نہ تھا۔ میرے حاجی ہونے کا مقصد بھی یہی تھا۔ کہ گاہک لوگ میری ڈاڑھی اور الحاج کا لفظ دیکھ کر مجھ کو اپنی حماقت سے نیک اور دیانت دار سمجھیں گے۔ اور میں نے کئی دفعہ عام لوگوں پر اس فریب کا اثر بھی دیکھا جب میں نے حج کے بعد اپنی دوکان پر اپنے نام کا سائن بورڈ آویزاں کیا تو میری دوکان پر گاہکوں کا ایک تانتا بندھا رہتا تھا۔ میں تمام لوگوں کو نہایت خوشامد سے پیش آتا۔ مگر دل میں سب کو فریب دینے کی کوشش کرتا۔ وہ لوگ جو مجھ پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ اُن پر میرا خوب داؤ چلتا تھا۔ ہلدی۔ مہندی۔ پسی ہوئی مرچیں۔ گھی اور باقی بہت سے ایسی چیزیں تھیں۔ جن میں ہمیشہ ملاوٹ کی جاتی تھی۔ اور میں حیران ہوں۔ کہ میری تمام فریب کاریاں میرے اعمالنامے میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اگرچہ میری شادی ہوچکی تھی۔ مگر میں پرلے درجے کا بدنظر بھی تھا محلے کے نابالغ اور معصوم بچیاں بھی میری حریصانہ اور للچائی ہوئی نظروں سے محفوظ نہ رہ سکتی تھیں۔ اور باقی نوجوان لڑکیوں سے اکثر مجھ کو میٹھی میٹھی باتیں کرنے کا عام موقعہ ملتا رہتا تھا۔ حقیقت ہے۔ میری ضمیر سیاہ ہوچکی تھی۔ اور میری متشرع صورت اور حاجی ہونا بالکل بیکار ہوچکے تھے۔

میں سادہ لوح دیہاتیوں کو مختلف طریقوں سے لوٹا کرتا تھا۔ کبھی حساب کتاب میں کمی بیشی کبھی نقد اور ادھار میں فرق اور پھر کم تولنا تو میرا رات دن کا شیوہ بن چکا تھا۔ میرے پاس اکثر عیب دار چیزیں ہوتی تھیں۔ جو کہ دیرپا رہنے سے بیکار ہو جاتی تھیں۔ مگر میں اُن کے عیب کو چھپانے کی خاطر اُن کو نئی اور تازہ اشیاء میں ملا کر فروخت کر دیتا تھا اس موقعہ پر مجھ کو بار بار اللہ کے نام کی قسمیں کھانے کی ضرورت پڑتی تھی۔ مگر میں ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ سب سے بڑا گناہ جس کی وجہ سے میرا دل ڈوب رہا ہے۔ وہ یہ تھا۔ کہ میں ہر فصل پر ذخیرہ اندوزی کرتا تھا۔ کیونکہ میرا تجربہ تھا۔ کہ ہر سال کھانے پینے کی چیزیں مہنگی ہو جاتی تھیں۔ اُس وقت میرا مال بڑی گرانی سے فروخت ہوتا تھا۔ گندم مکی۔ چنے۔ گڑ۔ شکر اور چاول وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی میں مجھ کو ہر سال بڑا نفع ہوتا تھا۔ حالانکہ محلے میں کافی نادار لوگ مہنگائی کی وجہ سے بھوکوں مرتے تھے۔ میری دوکان پر تین ملازم تھے۔ جب کبھی وہ لوگ اپنی بے بسی کی وجہ سے اُدھار سودا لیتے تھے۔ تو میں اُن کو بھی عام بھاؤ سے مہنگا دیتا تھا۔ اور رقم کے مطالبہ کے موقعہ پر اُن پر بھی وہی سختی روا رکھتا تھا۔ جو عام غُربار پر کرتا تھا۔ کھوٹے سکوں کا دھوکہ دے کر چلا دینا تو میرا بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ مجھ کو بقائمی ہوش و حواس اپنی ابوالہوسی اور فریب دہی کا اعتراف ہے۔ ہائے ایسا کمایا ہوا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ لیکن اُس کو ہمیشہ سینت سینت کر رکھتا تھا۔ زکوٰۃ اور خیرات کا میں ہرگز عادی نہ تھا۔ اب گناہوں کا احساس مجھ کو ہلاک کر رہا ہے۔ میری قوت نطق مجھ کو جواب دے رہی ہے

فرشتہ۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔

حاجی احمد دین:۔ اب کیا ہوگا؟

فرشتہ:۔ تم کو تمہارے اعمال بد کی سزا دی جائیگی

حاجی احمد دین:۔ میری نمازیں اور حج کیا ہوئے؟

احکم الحاکمین:۔ اس ریاکار۔ مردم آزار۔ خودغرض اور دنیا پرست کو ایک دفعہ جہنم میں پھینک دو

بقیہ
برکات استغفار
صفحہ ۱۳ سے آگے

حکم سے جو بعینہٖ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا ہٹے اور بچے۔ پھر جب اس کا وبال ان پر پڑا۔ تو اب بھی متنبہ اور تائب نہ ہوئے بلکہ جھوٹی قسمیں کھانے لگے' اور تاویلیں گھڑنے لگے۔ پھر ایسوں کی مغفرت ہو۔ تو تو کیوں کر ہو؟

صبح و شام استغفار طلب کرتے رہو!

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ پ ۲۴ ع ۱۱

(ترجمہ) اور بخشوا اپنا گناہ اور صبح و شام اپنے رب کی خوبیوں کی تسبیح کر۔

(مطلب) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے شدائد و نوائب پر صبر کریں اور جن سے جس درجہ کی تقصیر کا امکان ہو۔ اس کی معافی خدا سے چاہتے رہیں اور ہمیشہ رات دن' صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کا قولاً و فعلاً ورد رکھیں۔ ظاہر و باطن میں اس کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ پھر اللہ کی مدد یقینی ہے حضورؐ کو مخاطب کر کے ساری اُمت کو سنایا۔

حضرت شاہ عبد القادرؒ لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ دن میں سَو سَو بار استغفار کرتے ہر بندہ کی تقصیر اس کے درجہ کے موافق ہے۔ اس لئے ہر کسی کو استغفار ضروری ہے۔

ہر ایک کا گناہ اس کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے۔ کسی کام کا بہت اچھا پہلو چھوڑ کر کم اچھا پہلو اختیار کرنا۔ گو وہ حدودِ جواز و استحسان میں ہو۔ بعض اوقات مقربین کے حق میں گناہ سمجھا جاتا ہے۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ (نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہوتی ہیں)

صاف دل سے توبہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ پ ۲۸ ع ۲۰

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ کی طرف صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے تمہارا رب تمہارے اوپر سے تمہاری برائیاں اتار دے اور ہم کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں' جس دن کہ اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ یقین لاتے ہیں۔ ذلیل نہیں کرے گا

تشریح: صاف دل کی توبہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ دل میں پھر اس کی لذت باقی نہ رہے۔ اگر توبہ کے بعد بھی ان خرافات کی لذت باقی رہی۔ تو سمجھو کہ توبہ میں کچھ کسر رہ گئی ہے۔ اور گناہ کی جڑ دل سے نہیں نکلی۔ اس کی برکت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھیوں کو بھی ذلیل نہیں کرے گا۔ بلکہ نہایت اعزاز و اکرام سے فضل و شرف کے بلند مرتبہ پر سرفراز فرمائے گا۔

اللہ ہی سے ڈرنا چاہیئے' اور اسی سے بخشش مانگنی چاہیئے!

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝ پ ۲۹ ع ۱۶

ترجمہ: وہی ہے ڈرنے کے لائق اور وہی ہے بخشنے کے لائق۔

(مطلب) آدمی کتنا ہی گناہ کرے۔ لیکن پھر جب تقویٰ کی راہ چلے گا۔ اور اس سے ڈرے گا۔ وہ اس کے سب گناہ بخش دے گا اور اس کی توبہ قبول کرے گا

حدیث:—

انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر بطور حاشیہ منہیہ کے ایک عبارت اس آیت کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمائی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا اَهْلٌ اَنْ اُتَّقٰى فَمَنِ اتَّقَانِيْ فَاَنَا اَهْلٌ اَنْ اَغْفِرَ لَهٗ ۝

(ترجمہ) میں اس لائق ہوں۔ کہ بندہ مجھ سے ڈرے اور میرے ساتھ کسی کو میرے کام میں شریک نہ کرے' پھر جب بندہ مجھ سے ڈرا (اور شرک سے پاک ہوا) تو میری شان یہ ہے۔ کہ میں اس کے گناہوں کو بخش دوں (مشکوٰۃ)

دعا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ہم کو توحید و ایمان پر ہمیشہ قائم رکھے اور اپنی مہربانی سے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ آمین ۝

اللہ کی رحمت سے کبھی آس نہ توڑے

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ پ ۲۴ ع ۳

(ترجمہ) کہدو! اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی۔ اللہ کی مہربانی سے آس مت توڑو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخشتا ہے۔ بیشک وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان ۝

پہلی غلطیوں پر نادم ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرو

رباعی

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بُت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ!

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ پ ۲۴ ع ۳

(ترجمہ) اور اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اس کی حکم برداری کرو۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا ۝

پہلی آیت اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگذر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے۔ خواہ کیسا ہی گنہگار کوئی شخص ہو۔ اس آیت کو سننے کے بعد اس کے بعد خدا کی رحمت سے بالکل مایوس ہونے اور آس توڑنے کی کوئی وجہ نہیں ۝

دوسری آیت میں مغفرت کی امید دلا کر توبہ کی طرف متوجہ فرمایا۔ یعنی گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اور اللہ کے بے پایاں جود و کرم سے شرما کر کفر و عصیان کی راہ چھوڑو اور اس رب کریم کی طرف رجوع ہو کر اپنے آپ کو بالکل اسی کے سپرد کر دو۔ اس کے احکام کے سامنے نہایت عجز و اخلاص کے ساتھ گردن ڈال دو اور خوب سمجھ لو۔ کہ حقیقت میں نجات محض اس کے فضل سے ممکن ہے۔ ہمارا رجوع و انابت بھی بغیر اس کے فضل و کرم کے میسّر نہیں ہو سکتا ۝

ایسا کوئی گناہ نہیں۔ جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے۔ نا امید مت ہو۔ توبہ کرو اور رجوع ہو بخشے جاؤ گے۔ مگر جب سر پر عذاب آیا۔ یا موت نظر آنے لگی اس وقت کی توبہ قبول نہیں' نہ اس وقت کوئی مدد کو پہنچ سکتا ہے ۝

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ پ ۲۷ ۶

(ترجمہ) بیشک تیرے رب کی بخشش بڑی سمائی ہے۔

اسی لئے بہت سے چھوٹے موٹے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے۔ اور توبہ قبول کرتا ہے گنہ گار کو مایوس نہیں ہونے دیتا۔ اگر ہر چھوٹی بڑی خطا پر پکڑنے لگے، تو بندہ کا ٹھکانا کہاں ؟

استغفار قوم یونس

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْھُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ پ ۱۱ ع ۱۵

(ترجمہ) سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی۔ پھر ان کو ایمان لانا کام آتا۔ مگر یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی۔ تو ہم نے ان پر سے دنیا کی زندگانی میں ذلت کا عذاب اٹھا لیا۔ اور ہم نے ان کو ایک وقت تک فائدہ پہنچایا۔

تشریح: جتنی بستیاں تکذیب انبیاء اور شرارتوں کی وجہ سے مستوجب عذاب ٹھہریں ان میں سے کسی کو ایسی طرح ایمان لانے کی نوبت نہ آئی۔ جو عذاب الٰہی سے نجات دیتا۔ صرف یونس علیہ السلام کی قوم کی ایک مثال ہے۔ جس نے ایمان لاکر اپنے آپ کو آسمانی عذاب سے بال بال بچا لیا۔ جو بالکل ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔ خدا نے ایمان کی بدولت دنیوی زندگی میں ان پر سے آنے والی بلا ٹال دی اور جس وقت تک انہیں دنیا میں رہنا تھا۔ یہاں کے فوائد و برکات سے فائدہ دیا۔

مفسرین نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت یونس ؑ سرزمین موصل میں اہل نینوا کی طرف مبعوث ہوئے۔ وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔ یونس ؑ لگاتار سات سال تک پند و نصیحت کرتے رہے۔ انہوں نے ایک نہ سنی۔ یوماً فیوماً انکار و تکذیب بڑھتا رہا آخر حضرت یونس ؑ نے تنگ آکر ان کو آگاہ کیا۔ کہ اگر تم باز نہ آئے۔ تو تین دن کے اندر عذاب آنے والا ہے۔ جب تیسری شب آئی۔ تو یونس علیہ السلام آدھی رات گذرنے پر بستی سے نکل کھڑے ہوئے۔ صبح ہوتے ہی عذاب کے آثار نظر آئے آسمان پر نہایت ہی ہولناک اور سیاہ بادل چھا گیا جس سے سخت دھواں نکلتا تھا وہ ان کے مکانوں کے قریب ہوتا جاتا تھا حتّٰی کہ ان کی چھتیں بالکل تاریک ہوگئیں یہ آثار دیکھ کر جب انہیں ہلاکت کا یقین ہو گیا تو یونس ؑ کی تلاش ہوئی وہ نہ ملے تو سب لوگ عورتوں بچوں سمیت بلکہ مواشی اور جانوروں کو بھی ساتھ لے کر جنگل میں نکل آئے اور سچے دل سے خدا کی طرف رجوع ہوئے۔ خوف سے چیخیں مارتے تھے اور بڑے اخلاص و تضرع سے خدا کو پکار رہے تھے۔ چاروں طرف آہ و بکا کی آوازیں ہو رہی تھیں اور کہتے جاتے تھے کہ اٰمَنَّا بِمَا جَآءَ بِهٖ يُوْنُسُ، "جو کچھ یونس ؑ لائے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں"۔ حق تعالیٰ نے ان کی تضرع و بکاء پر رحم فرمایا اور عذاب کے آثار جو ہویدا ہوچکے تھے اٹھا لئے گئے۔ عبدیت و عجز کا ایک نہایت مؤثر اور شاندار نظارہ تھا آپ جانتے ہیں کہ اللہ جلّ جلالہ سے زیادہ شفیق بندوں پر کون ہوسکتا ہے جسے تنہا اپنے بندوں کے ساتھ ستر ماؤں سے زیادہ محبت ہے اپنے سامنے لاکھوں بندوں کو گڑگڑاتا دیکھ کر اس کا دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ اس نے انہیں اپنے آغوش کرم میں لے لیا تقدیر بدل دی۔ شدنی امر ناشدنی ہوگیا۔ عذاب اٹھا لیا توبہ قبول کرلی اور وہ چھایا ہوا ابر چھٹ گیا اور شہر والے اللہ کا شکر ادا کرتے رہے۔ کفر و شرک چھوڑ کر خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رح نے نہایت لطیف و دقیق طرز میں اس آیت کی تفسیر کی ہے۔ یعنی دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس ؑ کو۔ اس واسطے کہ ان پر عذاب کا حکم نہ پہنچا تھا۔ حضرت یونس ؑ کی شتابی سے محض صورت عذاب نمودار ہوئی تھی۔ وہ ایمان لائے پھر بچ گئے اور صورتِ عذاب ہٹا لی گئی۔

ارشادات نبوی

(۱) حضرت اغر المزنی رض کہتے ہیں حضور انور ؐ نے فرمایا بے شک میرے دل پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اور میں خدا سے ہر روز سَو مرتبہ بخشش طلب کرتا ہوں۔

۲۔ حضرت ابوذر رض کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند قدوس کا اعلان ہے، اے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو میں بخشتا ہوں۔ لہٰذا تم مجھ سے بخشش طلب کرو میں بخشوں گا۔

۳۔ حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں۔ حضور اکرم ؐ نے فرمایا جو شخص استغفار کو لازم کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر تنگی سے مخلصی (چھٹکارا) اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اس کو رزق ایسی جگہ سے عطا فرماتا ہے کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوسکتا۔

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رض کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ شیطان لعین نے خدا کے حضور میں عرض کیا کہ اے رب! جب تک تیرے بندوں کی روح ان کے قالب میں رہے گی۔ اس وقت تک میں ان کو فریب دونگا" ارشاد باری ہوا مجھ کو اپنے عزت اور جلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں ان کو بخشتا رہوں گا۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بعض نیک بندوں کا درجہ جنت میں بلند فرماتا ہے۔ یہ عرض کرتا ہے کہ میرے رب! یہ مجھ کو کس طرح عطا کیا گیا؟ ارشاد ہوتا ہے کہ تیرے لڑکے کی استغفار کی وجہ سے۔ کیونکہ وہ تیرے لئے استغفار طلب کرتا ہے

(زندوں کا ہدیہ مردوں کے واسطے استغفار ہے)

۶۔ حضرت عبداللہ ابن بسر رض کہتے ہیں رسول مقبول ؐ نے فرمایا وہ شخص خوش نصیب ہے جو اپنے صحیفہ میں استغفار کثرت سے دیکھے۔

۷۔ حضرت علی کہتے ہیں رسول اکرم ؐ نے فرمایا جو مومن بندہ بہت گنہگار ہو اور آفات میں مبتلا ہو۔ لیکن

توبہ شعار بھی ہو خدا تعالیٰ اُس کو بہت محبوب رکھتا ہے۔

۸۔ حضرت بلال ابن یسارؓ ابن زید نبیؐ کے آزاد شدہ غلام کا بیان ہے کہ میرے والد نے میرے دادا سے سُن کر بیان کیا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جو شخص یہ دعا پڑھے گا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دے گا۔ خواہ وہ جہاد ہی میں سے (پشت) دکھا کر کیوں نہ بھاگا ہو۔

۹۔ حضرت شدّاد ابن اوسؓ کہتے ہیں نبی اکرمؐ نے فرمایا جو شخص سیّد الاستغفار کو دن میں پڑھے گا یقین کرنے والا ہو اس کے معنوں پر پھر اگر وہ اسی روز مر جائے گا تو اُس کو جنّت میں داخل کیا جائے گا اور جس شخص نے رات کو پڑھا یقین کرنے والا ہو اس کے معنوں پر پھر اُسی رات میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔

سیّد الاستغفار

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ۔

(ترجمہ) اے اللہ! توہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو نے مجھ کو پیدا کیا اور مَیں تیرا بندہ ہوں اور مَیں تیرے عہد .... اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں جب تک مجھ سے ہو سکے، میں اپنے کئے ہوئے کی بُرائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں .... تیرے احسان کا قائل ہوں جو تُو نے مجھ پر کیا۔ اور مَیں اپنے گناہ کا قائل ہوں سو مجھ کو بخش دے بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔"

فائدہ:۔ فرض نماز کے اختتام پر بھی سنن و نوافل سے پہلے استغفار پڑھنی چاہیئے، جمعہ کی شب تہجد کی نماز کے وقت۔ گنہ گار ہر وقت استغفار پڑھ سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے آدھی رات کو اعلان

(حدیث) اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے؟ کہ ہم اُس کی مغفرت فرمادیں (ابن ماجہ)

۱۰۔ حضرت انس رضؓ کہتے ہیں حضور اکرمؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اُس سے زائد خوش ہوتا ہے کہ جتنا ایک شخص کی کسی میدان میں سواری مع کھانے پینے کے سامان کے گُم ہوگئی ہو اور یہ شخص اس کے ملنے سے نا امید ہو کر ایک درخت کے سایہ میں آرام لینے کے واسطے لیٹ گیا ہو کہ اتنے میں اس کی سواری اُس کے پاس آ موجود ہو وہ اس خوشی میں مُہار پکڑ کر کہے۔ اے خُدا تو میرا بندہ میں تیرا رب خوشی کے غلبہ سے چوک گیا۔

۱۱۔ حضرت انس رضؓ کہتے ہیں نبی اقدسؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے بندے تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور امیدوار رہے گا، میں بھی اُس وقت تک بخشتا رہوں گا' اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان و زمین کو بھی بھر دیں اور تو مجھ سے ان کی بخشش چاہے تب بھی میں اُن کو بخش دوں گا اور اگر تو زمین بھرے ہوئے گناہ لے کر آئے تو میں اس کی بھی پرواہ نہیں کرتا بلکہ زمین بھرے ہوئے ہی بخشش دوں گا۔ (مشکوٰۃ)

۱۲۔ حضرت معاویہ رضؓ کہتے ہیں۔ حضور انورؐ نے فرمایا جس وقت توبہ کا انقطاع نہیں ہوا ہے اُس وقت تک گناہوں کی معافی ہوتی رہے گی۔ اور توبہ کا دروازہ اس وقت بند ہوگا جب سورج مغرب سے نکلے گا۔

بقیہ اداریہ صفحہ ۶ سے آگے

جواب دینے کے انہوں نے پہلے کفر کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ وہ کبھی کبھار دبی زبان سے بعض اسلامی مسائل کا انکار کرتے اور کبھی اس میں تاویلیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ کہہ سکتے تھے۔ کہ رات دن ناچ گھروں کا چکر لگانے اور شرابیں پی کر بدمستی میں کتوں بلوں کی طرح ماں بہن تک میں تمیز نہ کرسکنے والوں کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ وہ نکاح ثانی پر اعتراض کرنے کی جرأت کریں۔ انہیں اسلامی احکام میں تو کیڑے...... نظر آتے ہیں۔ لیکن چکلوں کی سڑاند اور ناچنے والوں کا تعفن ان پر کچھ اثر انداز نہیں کرتا۔

ہمارے بعض کرم فرما ایک سے زیادہ نکاحوں کی مخالفت کرتے ہوئے یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً ترجمہ (پھر اگر تمہیں عدل نہ کرسکنے کا اندیشہ ہو تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو) اس طرح وہ یہ تصور دیتے ہیں۔ کہ چونکہ عدل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اسلام نے ایک سے زیادہ بیویاں ناجائز کر رکھی ہیں۔ ہاں سخت ضرورت کے وقت زیادہ نکاح کئے جا سکتے ہیں گویا ان کے ہاں اصل مسئلہ زیادہ بیویاں ناجائز ہونے کا ہے۔ البتہ ضرورت ثابت ہونے پر اجازت ہے۔ حالانکہ اصل مسئلہ عام اجازت کا ہے البتہ عدل نہ کرسکنے کے اندیشے ہی ایک پر اکتفاء کا ارشاد ہے۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔ کہ نکاح کرو جن عورتوں کو بھی پسند کرو دو دو تین تین اور چار چار۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ برابری نہ کرسکوگے تو ایک بس ہے۔ اب ذرا عدل کے معنی بھی قرآن مجید ہی سے سُن لیجئے۔

(ترجمہ قرآن پاک اور تم عورتوں میں برابری نہیں کرسکتے (وَلَوْ حَرَصْتُمْ) اگرچہ تم کتنا ہی چاہو فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا کَالْمُعَلَّقَۃِ ترجمہ۔ لہذا بالکل ایک طرف کے نہ ہو رہنا کہ دوسری کو درمیان میں لٹکتی چھوڑ دو (کہ نہ تو تم اس کو بیوی بناؤ۔ اور نہ وہ کسی اور جگہ شادی کرسکے) آیت کریمہ کا مطلب صاف ہے اور دونوں آیتوں کے ملانے سے خلاصہ یہ نکلا۔ کہ عدل نہ کرسکو تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو۔ لیکن تم عدل کر ہی نہیں سکتے تو اتنا کرو۔ کہ بالکل ایک طرف نہ مائل ہوجاؤ

تو جو عدل اللہ تعالےٰ چاہتے ہیں۔ وہ صرف اتنا ہے۔ کہ دوسری بیوی کو بالکل نظر انداز نہ کردے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے نکاحوں کو کتنا آسان کر دیا ہے۔ اگر

شرعی حدود سے تجاوز کر کے ظلم کیا جائے تو شریعت بیوی کو عدالت سے حق دلانے کو تیار ہے۔ مگر یہ سوال تو دوسرے نکاح اور بے انصافی کے بعد پیدا ہوگا۔ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سی بیویاں کیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیں۔ اور آج تک بحیثیت ایک مسئلہ کے کسی نے سوائے مخالفین اسلام کے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ دوسرے نکاح سے پہلے صرف اندیشے کی وجہ سے شفقت کے طور پر حکم فرمایا کہ عدل نہ کر سکو تو پھر ایک پر اکتفاء کرو۔ یہ ہر شخص کے اپنے سوچنے کی بات ہے۔ جیسے ارشاد ہوا کہ ریا کاری کی نماز نہ پڑھو۔ اس میں ہر شخص اپنے طور سے سوچنے کا پابند ہے۔ قانون نمازیں پڑھنے سے اس بنا پر نہ روکے گا۔ کہ اب عموماً ریا کاری ہے۔ اس لئے نمازوں کو بند ہی کر دینا چاہئے

ندوۃ المسلمین لائلپور کیلئے

ضرورتِ اساتذہ

ندوۃ المسلمین لائل پور کے تعلیمی ادارہ القاسم سکول کیلئے ایسے تربیت یافتہ اساتذہ کی ضرورت ہے۔ جو مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ پر بھی گہری نگاہ رکھتے ہوں اور بچوں کی اخلاقی تربیت و اصلاح کے لئے خاصی محنت اور توجہ سے خدمات انجام دینے کی اچھی صلاحیتوں کے مالک ہوں۔

تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی

(بموجب گورنمنٹ سکیل)

درخواستیں ۱۵ ر مئی تک دفتر ندوہ کو پہنچ جانی چاہئیں۔

مجاہد الحسینی ناظم ندوۃ المسلمین نمبر ۹

پیپلز کالونی لائل پور

بقیہ

بچوں کا صفحہ

صفحہ ۱۹ سے آگے

ہوا تھا۔ ابھی تک ویسا ہی ہے۔ اس میں آج تک ایک حرف بھی نہیں بدلا گیا اور نہ قیامت تک بدلے گا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ تعالےٰ ہے۔ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ہم نے یہ کتاب نازل کی اور ہم اُس کی حفاظت کرینگے۔ روئے زمین پر قرآن پاک ہی ایک ایسی کتاب ہے جسکے حافظ ہر شہر میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں

نتیجہ امتحان طلباء دورہ تفسیر ۱۳۸۰ھ متعلقہ

مدرسہ قاسم العلوم انجمن خدام الدین لاہور

امتحان میں شامل ہونے والے طلباء کی کل تعداد ۲۶ ہے۔ جن میں سے ۱۹ پاس ہیں۔ باقی فیل ہیں

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۱	مولوی گل شیر صاحب	۱۰۰
۲	مولوی عبد الخالق صاحب	۱۰۰
۳	مولوی محمد گل صاحب	۱۰۰
۴	مولوی عبد الغنی صاحب	۱۰۰
۵	مولوی منظور صاحب	۱۰۰
۶	مولوی گل حلیم شاہ صاحب	۱۰۰
۷	مولوی ہدایت الرحمن صاحب	۹۶
۸	مولوی محمد انور صاحب	۹۶
۹	مولوی امیر علی صاحب	۸۸
۱۰	مولوی محمد شریف ولد شیر محمد صاحب	۸۸
۱۱	مولوی محمد امین صاحب	۸۵
۱۲	مولوی نذیر احمد صاحب	۸۲
۱۳	مولوی محمد یوسف صاحب	۸۰
۱۴	مولوی علیم شاہ صاحب	۸۰
۱۵	مولوی علیم الحق صاحب	۷۳
۱۶	مولوی محمد حسین صاحب	۶۶
۱۷	مولوی خیال محمد صاحب	۶۰
۱۸	مولوی محمد شریف ولد بدر الدین صاحب	۵۳
۱۹	مولوی محمد عظیم صاحب	۵۰

بچوں کا صفحہ

قرآن پاک کی تلاوت اور اس کی فضیلت

از مولانا محمد شفیع ایم۔اے

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضؓ سے روایت کیا۔ ماہ رمضان سنہ ۱ نبوی کی شب قدر تھی۔ کہ قرآنِ پاک نازل ہونا شروع ہوا۔ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ۔ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن اتارا گیا۔ نزولِ قرآن ۲۳ برس تک رہا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا۔ اے محمدؐ بے شک ہم نے تم پر قرآن وقتاً فوقتاً اتارا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ پھر فرماتا ہے۔ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ وَّنَزَّلْنٰہُ تَنْزِیْلًا (بنی اسرائیل) اور ہم نے قرآن کو پارہ پارہ کر کے نازل کیا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھ کر سناؤ۔ اور ہم نے اسے رفتہ رفتہ اتارا۔

اسلام کی اصل اور اساس قرآنِ پاک ہے۔ مسلمانوں کی دین اور دنیا کی ہر ضرورت کا کفیل یہی صحیفہ آسمانی ہے۔ وہی اُن کے ہر عقیدہ۔ ہر حکم اور ہر تمدن اور اخلاقی نکتہ کی بنیاد ہے۔ ہماری فقہ اِسی کے احکام کی تشریح ہے۔ اور احادیث نبوی اسی کی آیات کی تفسیر ہیں۔ غرضیکہ ہماری دنیا اور آخرت کی صلاح و فلاح اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت ہر مسلمان کو کرنی چاہیئے۔ ایسا کرنا خیر و برکت کی ضمانت ہے۔ اور تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔ اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ نماز میں کھڑے ہو کر تلاوت کریں۔ یہ اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہے۔ اور اس کا بڑا درجہ ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت کی سب سے افضل عبادت قرآنِ پاک کی تلاوت ہے آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ قیامت کے دن قرآنِ پاک سے زیادہ کوئی شے میری امت کی شفاعت کرنے والی نہ ہوگی۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جو مومن قرآن پاک پڑھتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ زنگترے کی مثل ہے۔ کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور بُو بھی اچھی ہے۔ اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا۔ اور عمل کرتا۔ وہ کھجور کی طرح ہے۔ کہ اس کا مزہ اچھا ہے۔ اور بُو کچھ نہیں ہے۔ اور منافق آدمی جو قرآن پڑھتا ہے۔ وہ نیاز بو کی طرح ہے۔ اس کی بُو اچھی ہے۔ اور مزہ کڑوا ہوتا ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا ہے۔ وہ اندرائن (حنظل) کی طرح ہے۔ جس کا مزہ بُرا اور بُو بھی خراب ہوتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے افضل وہ شخص ہے۔ جو قرآن سیکھے یا سکھائے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے بیان کیا۔ کہ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر رِیس کرو۔ تو دو چیزوں میں کرو۔ ایک اس شخص کی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کا علم دیا ہو۔ اور وہ اُسے دن رات پڑھتا ہو۔ اس کا پڑوسی سن کر کہتا ہو کاش! مجھے بھی یہ توفیق ہوتی۔ دوسرے وہ شخص جسے اللہ تعالےٰ نے مال عطا کیا ہو۔ اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ اس پر کوئی بطور رِیس کہے۔ کاش! مجھے بھی اتنا مال میسّر آتا تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا۔

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دلوں کو بھی لوہے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ زنگ کیسے دور ہو سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ موت کو یاد کرنے اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے۔

ایک دفعہ آپؐ صحابہؓ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب میں دنیا سے رخصت ہوں گا۔ تو میں تم میں دو وعظ چھوڑوں گا۔ جو تمہیں ہمیشہ وعظ و تلقین کیا کریں گے۔ ان میں ایک تو خاموش واعظ ہے۔ یہ "موت" ہے۔ اور دوسرا گویا یہ "قرآن مجید" ہے۔

ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ وہ قرآن پاک پڑھنا سیکھے اور اس کی ہر روز تلاوت کیا کرے۔ خواہ وہ اس کے معنی سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔ مگر تلاوت ضرور کرے۔ کیونکہ اُسے ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی۔ اور اگر وہ معانی اور مطالب سمجھتا ہے۔ تو اس پر فرض ہے۔ کہ وہ اُن پر عمل کرے۔ اس کا درجہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بہت بڑا ہوگا۔

قرآنِ پاک اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اس لئے جب ہم اِسے تلاوت کرنے کا ارادہ کریں۔ تو سب سے پہلے وضو کریں پھر قبلہ رُو ہو کر بیٹھ جائیں۔ اور پھر نہایت عاجزی سے قرآن پاک پڑھیں۔ جتنا حصّہ پڑھیں۔ صحیح کر کے پڑھیں آہستہ آہستہ اور معانی اور مطالب پر غور کر کے پڑھیں۔ جب ہم تلاوت میں مشغول ہوں۔ تو یوں سمجھیں۔ کہ قرآنِ پاک ہم پر نازل ہو رہا ہے۔ ہم اللہ عز و جل کے حضور میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور وہ ہم سے مخاطب ہے۔

پہلے انبیاءؑ پر جس قدر کتابیں نازل ہوئیں۔ انہیں ان کی اُمتوں نے بدل ڈالا۔ ہمارا قرآن پاک جس طرح نازل ہوا

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمۂ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰۲۷/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا